اسلام اور تجارت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے روزگاروں کو کیسے روزگار سے لگایا

از

ڈاکٹر محمد یوسف الدین

سابق صدر شعبہ مذہب وثقافت عثمانیہ یونیورسٹی

ناشر

یوسف شرف الدین ادبی و مذہبی ٹرسٹ

Word Master Computer Informatic Centre

11-3-855, New Mallepally, Hyderabad,A.P (500001)

Cell No. 9291516958

E-Mail: farrukh9900@yahoo.com

قیمت :- 5/

رسول کریم ﷺ کی بے روزگاروں کو رہبری :

دوسری جنگ عظیم کے بعد ہندوستان تقریباً دوسو سالہ انگریزی سامراج کی غلامی سے آزاد ہوگیا۔ مسلمانوں نے بھی جدوجہد آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا خدا کے فضل سے آج ہم آزاد ہندوستان کی آزاد فضا میں زندگی بسر کررہے ہیں ۔آزادی کی طویل جدوجہد سے ہم نے سیاسی آزادی تو حاصل کرلی لیکن انگریز سامراجیوں نے ہندوستان جنت نشان کو معاشی حیثیت سے ایک کنگال غریب اور تباہ حال ملک بنادیا۔ اور ہمارے وطن کو خام پیداوار کی منڈی بنا کر رکھ دیا۔ سیاسی آزادی کے بعد معاشی آزادی کے لئے ہم سخت جدوجہد کررہے ہیں ۔ایسا نہ کریں گے تو بے روزگاروں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوگا آزاد ہند ایک جمہوری ملک ہے اور جمہوریت میں حکومت سب کچھ نہیں کرتی نجی شعبوں (پرائیوٹ سیکٹر) میں معاشی ترقی کرنے کی ہر شخص کو آزادی حاصل رہتی ہے اور ہر محب وطن کا فرض ہے کہ بے روزگاروں کو روزگار سے لگائے اور پریشان حال بے روزگاروں کو روزگار کی فراہمی کے طریقے بتلائے۔ قرآن مجید میں بتایا گیا ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی ایک بہترین نمونہ ہے اور وہ سارے جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں ۔نیز خاص طور پر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس بوجھ اور ان بیڑیوں کو جو تمہارے اوپر ہیں اتار پھینکنا ہے۔

یہ بیڑیاں سیاسی بھی ہوسکتی ہیں' معاشی اور معاشرتی بھی۔ غرض رسول کریم ﷺ کی مبارک زندگی ہمارے لئے ایک روشن مینار کا کام دے سکتی ہے۔ ہر شخص خواہ کتنی ہی معمولی صلاحیت اور قابلیت کا حامل کیوں نہ ہو۔ سرکار دو عالم ﷺ کی مبارک زندگی کا ہلکا سا عکس اپنے اندر ضرور پیدا کرسکتا ہے۔

آیئے رسول کریم رحمۃ للعالمین ﷺ کی زندگی کا ایک لافانی واقعہ سنائیں کہ آپ ﷺ نے بیروزگاروں کو کیسے روزگار سے لگایا۔

سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں ایک بیروزگار شخص حاضر ہوا اور دست سوال دراز کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تمہارے گھر میں کوئی بھی چیز نہیں ہے؟ اس نے کہا کہ ایک ٹاٹ ہے جس کا کچھ حصہ ہم رکھ لیتے ہیں اور کچھ حصہ بچھا لیتے ہیں اور ایک بڑا پیالہ ہے جس سے ہم پانی پی لیتے ہیں۔ آپ نے حکم دیا یہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔ وہ لے آئے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں ہاتھ میں لے کر آواز لگائی۔ کوئی ہے ان چیزوں کا خریدار ایک شخص نے عرض کیا کہ میں یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے پھر آواز لگائی کہ ہے کوئی اس سے دو یا تین گنی قیمت دینے والا؟ اس پر ایک شخص نے کہا کہ میں یہ دو درہم میں خریدتا ہوں! آپ ﷺ نے اس شخص کو یہ دونوں چیزیں دیدیں اور ان سے دو درہم لے کر انصاری صحابی کو دے دیئے اور فرمایا یہ لو ایک درہم کا تو کچھ کھانے پینے کا سامان اپنے گھر میں دیدو اور دوسرے درہم کی ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ وہ انصاری کلہاڑی خرید کر لائے آپ ﷺ نے دست مبارک سے اس میں دستہ لگایا اور فرمایا جاؤ لکڑیاں کاٹو فروخت کرو اور پندرہ دن تک نظر نہ آنا مطلب یہ تھا کہ پندرہ دن مسلسل لکڑیاں کاٹتے رہو اور بیچتے رہو۔ اس کے بعد مجھ سے ملنا انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پندرہ دن کے بعد جب وہ آئے تو دس درہم کما چکے تھے۔ ان پیسوں میں سے کچھ کے کپڑے بنا لئے اور کچھ کا کھانے پینے کا سامان خرید لیا۔ آپ ﷺ نے یہ کیفیت سن کر فرمایا تمہارا یہ حال اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن تم اپنے چہرے پر سوال کا داغ لے کر حاضر ہوتے (ابوداؤد) غرض قوم وملت کے رہنماؤں کے لئے اور ملت کی معاشی ترقی سے دلچسپی رکھنے

والوں اور بیروزگاروں سے ہمدردی کا جذبہ رکھنے والوں کیلئے سرورکائنات کی حیات مبارک کا مذکورہ بالا واقعہ اپنے اندر ایک درس رکھتا ہے۔ دراصل اسلام ایک ایسی تنظیم کا نام ہے کہ جہاں نماز پڑھتے ہوں تو ایک کو امام اور دوسرے کو مقتدی بننے کا حکم ہے۔ پیغمبر اسلام کو تنظیم کا کس قدر خیال تھا اسکا اندازہ اسی حدیث سے ہوسکتا ہے کہ سرکارؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ کا دست قدرت جماعت پر ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہر بڑے گاؤں اور چھوٹے بڑے شہر میں بیروزگار وں کو روزگار سے لگانے اور محدود آمدنی رکھنے والوں کی آمدنی میں اضافہ کیلئے مسلمان ایک معاشی تنظیم قائم کریں کیونکہ پلاسی کی جنگ میں ۱۷۵۷ء سے ۱۸۵۷ء تک اور پھر ۱۹۴۷ء تک ہندوستانی مسلمان ہی سب سے زیادہ کچلے جاتے رہے ہیں اوراب تک معاشی کمزوری کا شکار ہیں۔

اس لئے ہمارا مشورہ ہے کہ معاشی پسماندگی کو دور کرنے کیلئے اپنے اپنے علاقوں میں معاشی کمیٹیاں بنائیں۔ کتنے ہمارے بھائی ہیں جو بیروزگار ہیں۔ نہ کھانے کیلئے مناسب غذا ہے اور نہ پہننے کیلئے کپڑا۔ رہنے کیلئے مکان تو کجا جھونپڑی تک نہیں ہے اور بہت سے فٹ پاتھ پر یا سڑکوں کے کنارے پڑے ہوئے ہیں۔ پھر کتنی ہماری بہنیں ہیں کہ نان شبینہ کی محتاج ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں ہم بہت سے بیروزگار نوجوانوں کو روزگار سے لگا سکتے ہیں اسی طرح محدود آمدنی رکھنے والوں کی آمدنی میں اضافہ کرسکتے ہیں انہیں کسی فن مثلاً خیاطی سلائی مشین زردوزی اونی سوئٹر شال وغیرہ کی بنائی کی تربیت دے کر معاشی کمیٹی آسان اقساط پر مشین فراہم کرے تو بہت سے بیروزگار روزگار سے لگ جائیں گے اور محدود آمدنی والے خوش حال زندگی بسر کرنے لگیں۔ ان کا معیار زندگی بلند ہوگا اس طرح خوشحال معاشرہ کی داغ بیل ڈالی جائے۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ اس طرح کی مشینیں مفت

فراہم کی جائیں بلکہ ہر بڑے گاؤں یا ہر چھوٹے بڑے شہر میں آپ کے مخلص نمائندے جو معاشی کمیٹی تشکیل دیں گے وہ تربیت پائے ہوئے لوگوں کو قرآنی احکام کے بموجب دستاویز لکھوا کر دو معتبر ضامنوں کی ضمانت پر اس طرح کی مشینیں سپلائی کریں اور پھر آسان اقساط سے معاشی کمیٹی وقت واحد میں ایک سے زائد مشین ڈائرکٹ کمپنی سے خریدے۔ اس کے لئے اسکو تجارتی نرخ پر ڈسکاؤنٹ بھی ملے گا پھر معاشی کمیٹی اپنے ارکان ہی کو مشین سپلائی کرے اس سے معاشی کمیٹی کو فیس رکنیت بھی حاصل ہوگی۔ پھر انسان اپنی حکمت عملی سے شیروں اور جنگلی ہاتھیوں کو بھی سدھا لیتا ہے۔ کیا عجب کہ جن ارکان کو معاشی کمیٹی نے مشین فراہم کی تھی قسطوں سے مشین کی قیمت ادا کردینے کے بعد ششماہی یا سالانہ معاشی کمیٹی کو کچھ عطیہ بھی دینے کے قابل ہو جائیں جن سے مزید بیروزگار، روزگار سے لگتے چلے جائیں یا محدود آمدنی رکھنے والے لوگوں کو زائد آمدنی ہونے لگے تو وہ خود اپنی خوشی سے کمیٹی کو اپنی جانب سے کچھ رقم پیش کریں یا بانڈ لکھوا کر معاشی کمیٹی کے توسط سے محدود مدت کیلئے کچھ رقم قرض دیں سکیں کیونکہ چندوں پر سے لوگوں کا اعتماد اٹھ چکا ہے۔

اسلامی معاشرہ میں خیاطی (ٹیلرنگ) کی ایک خاص اہمیت ہے رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے ایک خیاط کا دل بڑھانے کیلئے اس کی دعوت قبول کی اور اس نے ایک کدو سے سرکار دو عالم ﷺ کی ضیافت کی۔

ضروریات زندگی میں غذا کے بعد لباس کی اہمیت ہے یورپی ملکوں نیز امریکہ میں ریڈی میڈ ملبوسات کا کاروبار عروج پر ہے۔ ہندوستان میں بھی ریڈی میڈ کپڑوں کا رواج روز بروز بڑھ رہا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔

ان کی لاکھوں کی تجارت تھی۔ حدیثوں میں بھی کپڑے کا کاروبار کرنے والے کی

تعریف کی گئی ہے اور اس کی نفسیات بھی بتائی ہے۔ کپڑے کا کاروبار کرو کیونکہ پارچہ باف کو یہ بھلا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ خوشحال اور سرسبز رہیں (بحوالہ کنزالاعمال شیخ علی متقی الہندی) سلائی مشین کا تذکرہ ہم نے بطور مثال پیش کیا ہے۔ اب تو کپڑے رنگنے کی اسپرے مشین بھی ایجاد ہوگئی ہے۔ معاشی کمیٹی بیروزگار یا محدود آمدنی رکھنے والوں کو معمولی سی تربیت دے کر اس قسم کی مشین بھی سپلائی کرسکتی ہے۔ پھر پارچہ بافی کے سلسلہ میں حدیث شریف میں رہنمائی کی گئی ہے۔ عورتوں کو پارچہ بافی کی تربیت دی جائے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کو چرخا چلانا سکھاؤ (بحوالہ البیہقی) ایک دوسری حدیث میں رسول کریم ﷺ نے بتلایا ہے کہ چرخا کاتنا نیک عورتوں کا کام ہے۔

ایک تیسری حدیث میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کو چرخا کاتنے کا حکم دو کہ وہ ان کیلئے زینت کا باعث اور بہتری کا سامان ہے۔ غرض کہ پارچہ بافی میں ہماری معاشی بہتری مضمر ہے۔ ممکن ہے آپ میں کوئی مذاق اڑائے کہ ڈاکٹر محمد یوسف بھی گاندھی جی کی طرح چرخا لئے بیٹھے ہیں۔ معاف فرمایئے گا کہ میرے ذہن میں عہد قدیم کا دو ہزار سال پرانے جولاہے کا چرخا نہیں ہے بلکہ میرے سامنے نئے قسم کے جاپانی اور یورپی پارچہ بافی کی چھوٹی چھوٹی نئے ماڈل کی مشینریاں ہیں جو ہم اپنی معاشی ترقی کیلئے گھریلو صنعت کے طور پر قائم کرسکتے ہیں۔ پھر میرے ذہن میں صرف سلائی مشین اسپرے مشین اونی سوئٹر اور شال وغیرہ بننے کی مشین، واشنگ مشین یا پارچہ بافی کی جدید مشینری ہی نہیں بلکہ دیگر مختلف قسم کی چھوٹی چھوٹی مشینیں بھی ہیں۔ غذائی پیداوار (فوڈ پروڈکشن) کے سلسلہ میں سیویاں بنانے کی مشین کو ملک بھر میں پھیلا سکتے ہیں۔ جنوبی ہند میں میں نے دیکھا ہے کہ پنجاب کے گیہوں سے مشینوں کے ذریعے سیویاں نکالی جارہی ہیں۔

اور گول ڈبوں میں پیک کر کے خلیجی ریاستوں اور سعودی عرب اور جنوبی یمن وغیرہ کو بھیجی جا رہی ہیں۔ علی گڑھ کے تالے تو مشہور ہیں لیکن وہاں ایک خاص قسم کے علی گڑھ بسکٹ بھی بنتے ہیں۔

آج کل حیدر آباد میں بھی لذیذ اور ذائقہ دار بسکٹ بنتے ہیں۔ بسکٹ کی صنعت کو ترقی دے کر ہند اور بیرون ہند خصوصاً عالم عرب کو بھیج سکتے ہیں مالا بار میں کالی کٹ کے مقام پر میں نے دیکھا ہے کہ چپاتی بنانے والی مشین سے ہی مالا باری پاپڑ بنائے جاتے ہیں۔ برسوں سے میں نے دیکھا ہے کہ حیدر آباد کی صنعتی نمائش میں ترکاری خشک کرنے کے طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ امریکہ کے آلو کی باریک باریک قاشیں (potato Chips) میں نے جدہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں مزے لے کر کھائی تھیں آج کل تو اپنے یہاں پوٹاٹو چپس بھی بننے لگے ہیں لیکن اتنے مزے دار نہیں ہوتے ترقی یافتہ ملکوں سے ابھی ہم کو بہت سیکھنا ہے مانا کہ آج سے صدیوں قبل یورپ والوں نے مسلمانوں کے قائم کردہ اندلس' قرطبہ' غرناطہ اور ٹولیڈو کی جامعات میں تعلیم پائی تھی لیکن گذشتہ دو سو سال سے مسلمانوں میں ایک جمود سا طاری ہے ان کے شاگرد ترقی کرتے کرتے استاد سے دو قدم آگے بڑھ گئے۔ یورپ والوں نے امریکہ کو سکھایا اور پھر جاپان نے امریکہ سے سیکھا۔ جنگ عظیم کے دوران ملے پلی پریڈ گراونڈ (حیدر آباد) میں ایک نمائش ہوئی تھی اس نمائش میں تیل نکالنے کی ایک چھوٹی سی جاپانی مشین پیش کی گئی تھی۔ جو ایک میز پر نصب تھی اور ایک پلگ لگا ہوا تھا۔ ٹیبل فین کی طرح پلگ لگا دو تو برقی پنکھے کی طرح تیل نکالنے کی مشین حرکت کرنے لگتی۔ میز کے نچلے حصہ میں خانے تھے جس میں درجن بھر کانچ کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ صبح تل، سرسوں وغیرہ تیل کے بیج ڈال دو تو شام تک درجن بھر بوتل تیار تیل نکالنے کی ایک

مشین میں ایک دلچسپ چیز اور بھی تھی یعنی الارم گھڑی کی طرح ایک گھڑی اس میں نصب تھی جو وقت مقررہ تک چلنے کے بعد مشینری کو خود بخود بند کردیتی تھی۔ فرض کیجئے آپ اپنے کاروبار کیلئے صبح نو بجے جاتے ہیں اور شام ساڑھے پانچ بجے گھر واپس پہونچتے ہیں تو تیل تیار رہتا ہے۔ غرض ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ انسانی دماغ جدوجہد کرکے نئی نئی مشینیں ایجاد کررہا ہے۔

ہندوستان ایک بڑا ملک ہے آپ جس خطے میں رہتے ہیں آپ کو اس کا لحاظ بھی کرنا ہوگا غذائی پیداوار ہی کے سلسلے میں اگر آپ ایک ایسے خطے میں رہتے ہیں جہاں کشمیر، شملہ اور کانگڑہ وغیرہ کا سیب آتا ہو یا اناس وغیرہ آتے ہوں یا لیموں یا ناگپور کے سنترے آتے ہوں تو وہاں کے بیروزگاروں یا محدود آمدنی رکھنے والوں کو معاشی کمیٹی کرشنگ (Crushing Machine) سپلائی کرسکتی ہے کہ تازہ پھلوں کا شربت بنا کر گاہکوں کی خدمت میں پیش کرسکیں اور وہ مزے لے کر پئیں۔ سیب کے سلسلے میں ایک بات کا تذکرہ کرتے چلیں جاپانیوں نے اپنے سیب کو بہت ترقی دی ہے اور وہ ترکی اور کشمیری سیب کے مقابلہ میں بہت رسیلا اور میٹھا ہوتا ہے۔ جاپان ہندوستان کے مشرق میں ہے۔ دوسرے الفاظ میں جاپان ہندوستان کے مقابلے میں سعودی عرب سے بہت زیادہ دور ہے لیکن جاپانی سیب ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں حج کے زمانے میں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، منیٰ، حتیٰ کے عرفات کے میدان میں فروخت کیلئے آتے ہیں اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوتے ہیں۔ کشمیری سیب ذرا سی توجہ سے جاپانی سیبوں کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ حجاز میں جاپان کے سیب ہی نہیں بلکہ جمائیکا اور دور دراز ملکوں سے لال بیگن (ٹماٹر)، آلو، چقندر اور مختلف قسم کی ترکاریاں بھی فروخت کیلئے آتی ہیں۔ نجی شعبہ (پرائیویٹ سیکٹر) میں ہم کولڈ اسٹوریج کو ترقی دے سکتے ہیں۔ بڑے بڑے تاجر یا کئی لوگوں کے مشترکہ سرمایہ سے کولڈ اسٹوریج (سرد خانہ) تیار کرسکتے

ہیں۔ اپنے شہر سے مختلف قسم کی ترکاریاں اور بے نشان آم لاکھوں کی تعداد میں ہنداور بیرون ہند خلیجی ریاستوں اور دیگر عرب ملکوں کو ایکسپورٹ کرسکتے ہیں جہاں دولت کی ریل پیل ہے ہرسال آندھرا اور تلنگانہ سے لاکھوں مرغیاں ممبئی کے راستے سے باہر بھیجی جاتی ہیں۔ ہماری معاشی کمیٹی بیروزگار اور محدود آمدنی رکھنے والوں کو چند ہفتے کی ٹریننگ دے کر مرغی اور چوزے نکالنے کی مشین انکیو بیٹر مشین (Incubator Machine) سپلائی کرسکتی ہے۔ ہمارے وٹیرنیری (Veterinery) کے گریجویٹ ڈنمارک یا امریکہ میں چند مہینے ٹریننگ پاکر آئیں تو (Poultry) کے فارم قائم کرسکتے ہیں۔ امریکہ کے پولٹری فارم میں دس لاکھ بیس بیس لاکھ مرغیاں ہوتی ہیں روزانہ لاکھوں انڈوں کی پیداوار ہوتی ہے۔

اگر آپ کے علاقے میں مکئی بھٹے کی پیداوار ہوتی ہے تو بھٹے کی کھیلیاں بنانے کیلئے پاپ کارن مشین سپلائی کریں۔ مختلف سینماؤں اسٹیشنوں اور بڑے بڑے بس اسٹاپس پر جہاں مختلف دیہات سے بسیں آتی ہیں یا ایسے علاقے اور تفریح گاہیں جہاں جھمگٹا زیادہ ہوتا ہے وہاں پاپ کارن کی خاصی کھپت ہوسکتی ہے اگر آپ کے علاقہ میں شکر سازی کے کارخانے ہوں تو پیپر منٹ چاکلیٹ سازی ٹافی سازی ہوسکتی ہے۔ حجاز میں ملتان سے حلوہ سوہن کے پیکٹ فروخت کرنے کیلئے آتے ہیں دہلی اور حیدرآباد کے حلوہ سوہن کے مقابلہ میں ملتان کا حلوہ سوہن گھٹیا قسم کا ہوتا ہے۔

کلکتہ اور پٹنہ (بہار) میں وہاں کے رس گلے میں پسند سے کھاتا رہا ہوں۔ میرے بنگالی اور بہاری مسلمان بھائی اپنی اس صنعت کو مزید ترقی دے سکتے ہیں۔ پھر اگر آپ ایسے علاقے میں رہتے ہوں جہاں کاغذ سازی، جلد سازی اور کارٹون سازی کے کارخانے ہوں تو آپ کی معاشی کمیٹی وہاں کے بیروزگاروں میں یا محدود آمدنی رکھنے والے گھروں میں

اسٹیچنگ مشین اور چھریاں لگی ہوئی کٹنگ مشین اور داب (ہارڈ پریس) سپلائی کر سکتی۔ ہفتہ دو ہفتہ کی ٹریننگ سے مدرسوں، اسکولوں کالجوں وغیرہ میں کام آنے والی کاپیاں اور لفافہ سازی کی مشین سے ہزاروں کی تعداد میں لفافے تیار کر سکتے ہیں اور سیکڑوں ڈبے روزانہ بنا سکتے ہیں۔ اس جگہ یہ تذکرہ بے جا نہ ہو کہ انگلستان کے ہائی اسکولوں میں اب جلد سازی اور ڈبہ سازی کا فن بھی طلبہ کو سکھایا جاتا ہے۔

مدراس، حیدر آباد، بنگلور، کلکتہ اور ممبئی جیسے شہروں میں جہاں یونیورسٹیاں ہیں کالج ہیں، کتب خانے ہیں عالم اور اساتذہ ہیں وہاں کاغذ کے کارخانے ہیں بک انڈسٹری کو ترقی دی جا سکتی ہے بڑے بڑے پرنٹنگ پریس ہی نہیں پیر کی قوت سے چلنے والی ٹریڈل مشین یا ایک گھوڑے کی مماثل قوت کی برقی موٹر سے چلنے والی پرنٹنگ مشین بھی معاشی کمیٹی فراہم کرے تو سیکڑوں آدمی روزگار سے لگ جائیں یا محدود آمدنی والے زیادہ دولت پیدا کرنے لگیں گے۔ بڑے بڑے شہروں جیسے علی گڑھ اور کالی کٹ میں بڑی بڑی جامعات (یونیورسٹیاں) ہیں وہاں ہماری معاشی کمیٹی بال فاؤنٹین پین سازی کی مشین فراہم کر سکتی ہے اسی طرح بیروزگار یا محدود روزگار والوں کو ٹائپ مشین، کمپیوٹر مشین فراہم کر سکتی ہے بڑے بڑے شہروں میں ردی کاغذ کپڑے کے ساتھ پھینک دیا جاتا ہے۔ ردی کاغذ کو جمع کرکے پھر سے بڑی آسانی سے کاغذ بنا لیا جا سکتا ہے۔ کاغذ سازی کی چھوٹی چھوٹی جدید مشینیں بھی وجود میں آگئی ہیں۔ جنگی تاریخ میں یہ انوکھا واقعہ ہے کہ جنگ بدر کے قیدیوں کی رہائی کیلئے رسول اللہ ﷺ نے یہ شرط لگائی تھی کہ مدینہ کے دس دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں اور قیدی اپنی قید سے آزادی حاصل کر لیں۔ دوسری صدی کے شروع میں مسلمان عربوں نے ترکستان کا علاقہ فتح کر لیا۔ سمرقند کی جنگ میں چند چینی قیدی ہاتھ آئے جو کاغذ

سازی جانتے تھے، بدر کے جنگی قیدیوں کی نظیر کو سامنے رکھ کر اعلان کیا کہ مسلمانوں کو کاغذ سازی سکھادیں اور چینی قیدی اپنے گھر کا راستہ لیں۔ چینی صاعوں نے فن کاغذ سازی کو عام کر دیا۔ پھر چینی کاریگر ریشم سے کاغذ بناتے تھے جو گراں ہوتا تھا مسلمانوں نے روئی (کاٹن) سے، پٹ سن سے، بانس سے، پرانے کپڑوں وغیرہ سے کاغذ بنانا شروع کیا کہ کاغذ سستا ہوتا کہ تعلیم عام ہو۔ ایک ہی صدی کے اندر سمرقند، بغداد، دمشق، قاہرہ، قرطبہ اور غرناطہ (اسپین) میں مسلمانوں نے کاغذ سازی کے چھوٹے کارخانے قائم کر دیئے۔ ایک طرف اسپین اور سسلی کے مسلمانوں کے ذریعہ یورپ میں فرانس، جرمنی، اٹلی، انگلستان اور سویڈن وغیرہ میں کاغذ سازی کا فن رائج ہوا وہاں سے کاغذ سازی کا فن کنیڈا اور امریکہ میں پھیل گیا۔ اس طرح سمرقند سے کشمیر، لاہور، دہلی، احمد آباد، اورنگ آباد، دولت آباد، بیدر اور حیدر آباد میں کاغذ سازی کے کارخانے قائم ہوئے۔ ادھر بہار، پٹنہ، بنگال کلکتہ اور ڈھاکہ میں کاغذ سازی کے کارخانے قائم ہوگئے۔ غرض کاغذ سازی اور جلد سازی اور انک سازی مسلمانوں کا خاص فن ہے۔

پھر رسول کریم ﷺ نے حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور محمد بن غلیان نامی دو نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہما کو دبابہ سازی (Tranning) کی صنعت کیلئے جوش نامی مقام پر روانہ کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قاتل ہوائی چکیاں بناتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قاتل اب لولو کو ہوائی چکی بنانے کا آرڈر دیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوائی چکیاں مدینہ منورہ میں نصب کی گئی تھیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ عہد فاروقی میں جہاد کیلئے عراق گئے دریائے دجلہ اور فرات کے کنارے پن چکیاں دیکھیں جن میں فوجیوں کیلئے آٹا پیسا جاتا تھا۔

آج امریکہ، انگلستان، ،فرانس، ہالینڈ، جرمنی اور یونان میں بھی ہوائی چکیاں اور پن چکیاں ندارد ہیں ۔اٹیمک اینرجی کے دور میں بھی یورپ امریکہ اور آسٹریلیا والے ہوائی طاقت اور آفتاب کی حرارت سے بھی توانائی انرجی پیدا کررہے ہیں امریکی پروفیسر کا روز کے مطابق دنیا میں اسی قوم کا مستقبل درخشاں رہے گا جو مشینریوں سے کام لیتی ہو۔ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے تھے عہد فاروقی کے ایک دلچسپ واقعہ پر اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔

نافع کی روایت ہے کہ مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں ایک تنومند ہٹا کٹا نوجوان آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک تیر کمان تھا۔لوگوں سے کہنے لگا راہ خدا میں جہاد کے لئے کون میری مدد کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان کو اپنے پاس بلایا اور وہ آپ کے قریب آیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجمع سے مخاطب ہوکر کہا اس نوجوان کو کون اپنی زمین پر کاشت کرنے کے لئے اجرت پر رکھتا ہے۔ایک انصاری نے کہا میں اس کو اجرت پر رکھتا ہوں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس کو کیا اجرت دوگے انصاری نے اجرت بتائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا تم اسے اجرت پر رکھ لو۔چند مہینے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انصاری سے پوچھا وہ نوجوان مزدور کہاں ہے بہت اچھا کام کررہا ہے ۔انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس نوجوان کو میرے پاس لے آؤ اور اس کی جمع شدہ اجرت بھی لے آؤ۔نوجوان حاضر کیا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درہموں سے بھری ہوئی تھیلی اس نوجوان کے حوالے کرتے ہوئے کہا چاہے راہ خدا میں نکلو چاہے گھر بیٹھو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں اگر کسی نوجوان کو دیکھتا ہوں جو مجھے اچھا کنز الاعمال معلوم ہوتا ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ وہ کوئی کام بھی کرتا ہے یا نہیں ۔اگر وہ نوجوان کہتا ہے کہ بے کار ہوں تو میری نظر سے گر جاتا ہے (کشف نغمہ) غرض رسول کریم ﷺ کے نقش قدم پر چل کر ہی ہم اپنی معاشی زندگی کو خوشحال بنا کر اپنے وطن کو پھر سے جنت نشان بنا سکتے ہیں۔